مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت وخدمات دانشوروں کی نگاہ میں

The Personality of Mujadded –Alf-Shani and his Services through the eyes of Scholars

☆ڈاکٹر محمد زبیر

چیئرمین وایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ اسلام، جامعہ کراچی

☆☆ڈاکٹر عدنان ملک

ہیڈ آف مسلم ہسٹری ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ کالج حیدرآباد

Abstract:

Scholars, historians or thinkers, whoever has a keen eye on the Muslim history of the subcontinent in general and 16th century in particular agree on the historic and unparalleled services of Mujaddid Alaf Sani for safety and propagation of Islam. His services in the common jargon of Haditah can be called as Tajdeed. Hazrat Mujaddid Alaf Sani struggled to spread the teachings of Islam in the Sub-continent and endeavored to mitigate the very spirit of Akbar’s Deen-e-ilahi and bringing a revolution not only helped a staunch Aurangzeb Alamgeer to take the throne but also provided a firm ground to Shah Waliullah and his followers. Later who would not only work for its further consolidation in the subcontinent but elate the subcontinent to the position of being the beacon of knowledge of Islam for the whole Islamic world at large. A number of scholars have highlighted different dimensions of the services of Mujaddid Alaf Sani. This paper throws light on the status the services of Mujaddid Alaf Sani hold in the eyes of the said scholars.

Key Words: Mujaddid Alf Shane, services, Islam, Different, views, Scholars.

مؤرخین اور تمام اہل دانش وانصاف پسند حضرات کا جن کی سولہویں صدی عیسوی کی اسلامی تاریخ پر عمومی اور برصغیر پاک وہند کی تاریخ پر گہری نظر ہے، اس پر اتفاق ہے کہ حضرت شیخ احمد سرہندی سے اسلام کی حفاظت وتقویت کا وہ تاریخ ساز اور عہد آفریں کام انجام پایا جس کو حدیث کی سادہ ومعروف اصطلاح میں 'تجدید' کہا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے برصغیر میں احیاء اسلام کے لیے اور ہندوستان میں دین الہٰی کے اثرات کو زائل کرنے اور معاشرہ میں ایک ایسا تجدیدی دینی انقلاب لانے کی حکیمانہ اور کامیاب کوشش کی جس کے نتیجے میں ایک طرف اکبر کے تخت پر محی الدین اورنگزیب عالمگیر متمکن ہوا، دوسری طرف حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے خلفاء وتلامذہ کا وہ سلسلہ وجود میں آتا ہے جس نے کتاب اللہ اور اسلامی شعائر کی اشاعت وترویج، معاشرے میں راسخ الاعتقادی کے فروغ اور مدارس کے قیام کے ذریعے نہ صرف یہ کہ ہندوستان میں اسلام کو قائم رکھا بلکہ اس کو عالم اسلام میں دینی علوم کا مرکز بنادیا۔ اہل علم وفکر حضرات نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ان خدمات کو مختلف جہات سے سراہا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمات اہل دانش کی نظر میں کیا حیثیت رکھتی ہیں، کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: مجدد الف ثانیؒ، دانشور اور مجدد دین، تجدید دین اور ضعیف الاعتقادی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اہل علم ودانشور حضرات کی نگاہ میں

ڈاکٹر محمد اقبال لکھتے ہیں۔

"حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں کئی جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف شعائر حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے۔ اگر تصوف کی تعریف یہ کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے کی جرات نہیں ہو سکتی۔ راقم الحروف اس تصوف کو جس کا نصب العین شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو، عین اسلام جانتا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کو بدبختی اور خسران کا مترادف سمجھتا ہے۔"(1)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

"حضرت امام ربانی نے مکتوبات میں ایک جگہ بحث کی ہے کہ "گستن" اچھا ہے یا "پیوستن" میرے نزدیک گستن عین اسلام ہے اور پیوستن رہبانیت یا ایرانی تصوف ہے اور میں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا جب آپ نے مجھے سرالوصال کا خطاب دیا تھا تو میں نے آپ کو لکھا تھا کہ مجھے سرالفراق کہا جائے، اس وقت بھی میرے ذہن میں یہی امتیاز تھا جو مجدد الف

ثانیؒ نے کیا ہے، آپ کے تصوف کی اصطلاحات میں اگر میں اپنے مذہب کو بیان کروں تو یہ ہو گا کہ "شان عبدیت انتہائی کمال روح انسانی کا ہے اس سے آگے اور کوئی مرتبہ یا مقام نہیں۔"(2)

علامہ اقبال مجددالف ثانیؒ کے متعلق ایک جگہ مزید لکھتے ہیں۔

"شیخ موصوف نے ان ارشادات میں جو امتیازات قائم کیے ہیں ان کی نفسیاتی اساس کچھ بھی ہو اس سے اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ اسلامی تصوف کے اس "مصلح عظیم"(Great Reformer) کی نگاہوں میں ہمارے اندرونی واردات اور مشاہدات کی دنیا سے پہلے، جو وجود حقیقی کا مظہر ہیں، عالم امر یعنی اس دنیا سے گزارنا ضروری ہے جسے ہم "رہنمائی توانائی" کی دنیا کہتے ہیں۔ ہم نے اسی لیے تو کہا تھا کہ نفسیات حاضرہ کا قدم ابھی مذہبی زندگی کے قشر تک نہیں پہنچا۔

ہم نے جس ہندی بزرگ کے ارشادات کا حوالہ دیا ہے ان کی تحریک اصلاح میں یہی نکتہ مضمر تھا اور اس کے وجوہ بھی ظاہر ہیں، خودی کا نصب العین یہ نہیں کہ کچھ دیکھے بلکہ یہ کہ کچھ بن جائے پھر در حقیقت اس کے بن سکنے ہی کی کوشش ہے جس سے بالآخر اسے موقع ملتا ہے کہ اپنی معروضیت کا زیادہ گہرا ادراک پیدا کرتے ہوئے زیادہ عمیق اور مستحکم بنا پر "انا الموجود" کہہ سکے یعنی وہ اپنی انفرادیت کی حدود توڑ ڈالے، اس کا منتہا ہے اس انفرادیت کو زیادہ صحت کے ساتھ سمجھ لینا۔"

مجددالف ثانیؒ کی شخصیت کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد رقم طراز ہیں۔

یہی نسبت اور ارادت کی ایک دولت ہے جو شاید ہم بے مائیگان کار اور تہی دستانِ راہ کے لیے توشہ آخرت اور وسیلہ نجات ثابت ہو، اگر اس کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکا تو اس کے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے ہیں، اللہ اس راہ میں ثبات واستقامت عطا فرمائے اور اس کے دوستوں کی محبت وارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور اور آباد رہیں۔"(3)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ مجددالف ثانیؒ کی خدمات کا اعتراف کچھ اس طرح سے کرتے ہیں۔

"شہامت ونجامت، کثرت علم، توقد ذہن، استقامتِ عمل، اللہ اور رسول کے بارے میں اپنی غیرت، کراماتِ جلیلہ اور مقامات کثیرہ وغیرہ صفات محمودہ کے علاوہ جو اس شخص کے نفس قدسی صفت میں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہیں، اس کے بہت سے احسانات اہل ہند کی گردنوں پر ہیں جن کا شکریہ ضروری ہے، من لم یشکرالناس لم یشکراللہ"(4)

اشتیاق حسین قریشی وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی، کراچی، لکھتے ہیں۔

"اخلاقی اور مذہبی جذبے کی ایک زبردست موج تھی جو ان کے قلب و روح میں لہریں مار رہی تھی، ایسا روحانی تلاطم دنیا روز روز نہیں دیکھا کرتی، اتنی شدت سے جو بات (ان کے) دلوں سے پھوٹی ملت اسلامیہ کے دل تک جا پہنچی۔"(5)

ڈاکٹر پیٹر ہارڈی، لندن یونیورسٹی، لندن رقمطراز ہیں۔

"شیخ احمد سرہندی کی بڑی کامیابی یہی ہے کہ انہوں نے ہندوستان میں اسلام کو خود تصوف کے ذریعہ متصوفانہ انتہاپسندی سے نجات دلائی، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جس نظریے کی انہوں نے تردید کی اس کے منشاء و مفہوم اور قدر و قیمت کا ذاتی طور پر ان کو عمیق ادراک تھا۔"(6)

پروفیسر ڈاکٹر فی لینڈ ایبٹ۔ ٹفنس یونیورسٹی، امریکہ اپنی رائے کا اظہار کچھ اس طرح سے کرتے ہیں۔

جہاں تک شاہ ولی اللہ کا تعلق ہے مذہب میں ان کا نقطہ نظر حقیقی طور پر سنیت کا حامل ہے اور وہ ہندوستان کے پہلے عالم دین یعنی شیخ احمد سرہندی کے نقطہ نظر سے زیادہ مختلف نہیں جنہوں نے اکبر کی اس عجیب و غریب کوشش کی سخت مخالفت کی کہ وہ سیاسی مقاصد کے لیے مختلف مذاہب کا ملا جلا ایک مذہب بنائے۔ بہر حال دونوں کے سامنے ایک ہی سوال تھا کہ اسلام کو کس طرح تقویت دی جائے اور دونوں ہی اس کے لیے کوشاں رہے۔

اور ایک جگہ مزید لکھتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ شیخ احمد کے اثرات نہایت ہی شاندار تھے، آپ نے تبلیغ و ارشاد سے بحث و مباحثے سے اور رسل و رسائل کے ذریعہ اہم امراء مملکت کو یہ باور کرایا کہ ہندوستان میں اسلام کے اندر بہت سی بدعات داخل ہو گئی ہیں، ان کو ترک کر دینا چاہیے اور اسلام کی طرف لوٹ جانا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد حفیظ، یونیورسٹی آف ولانوا (امریکہ) لکھتے ہیں۔

"اس میں شک نہیں کہ آنے والی نسل پر حضرت مجدد نے بڑا اثر ڈالا۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کی پکار "چلو محمد کی جانب" نے سیاست اور مذہب دونوں پر دورس اثرات مرتب کیے۔ آپ کی تعلیمات نے اپنے عہد کے مسلمانوں کے اندازِ فکر کو متاثر کیا۔ ہندودستان میں مسلمانوں کی حکومت میں لادینیت کی سخت مخالفت کی اور ان قوتوں کو تحریک دی تاکہ اکبر سے پہلے کے حالات پیدا ہو جائیں چنانچہ جہانگیر کے پوتے اورنگزیب بادشاہ کے عہد حکومت میں آپ کی کوششیں باور آور ہوئیں۔"(7)

ڈاکٹر محمود حسین وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی کراچی رقمطراز ہیں۔

"حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندی ان بزرگوں میں ایک خاص حیثیت رکھتے ہیں جنہوں نے اس برصغیر میں اسلام کے احیاء اور اس کی سیاسی سربلندی کے لیے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ جہانگیر کے زمانے سے لے کر اب تک جو بھی اسلامی مفکر اس برعظیم میں پیدا ہوئے اور جتنی بھی اسلامی تحریکیں یہاں اٹھیں ان کا رشتہ کسی نہ کسی صورت میں مجدد الف ثانیؒ کے کام سے منسلک ہے۔ شاہ جہاں کی اسلام دوستی، عالمگیر کی حکمت عملی، حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فلسفہ اور خود تحریک پاکستان کی کڑیاں حضرت مجددؒ کی تعلیمات سے جاملتی ہیں۔"(8)

سید غوث علی شاہ، چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ کراچی لکھتے ہیں۔

"حضرت مجدد الف ثانیؒ نے مسلمانوں کو خبردار کیا کہ وہ رواسم کفر سے بریت حاصل کیے بغیر ایمان واسلام کی برکتوں سے فیض نہیں اٹھاسکتے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ۔

رواسم کفر وشرک کی تعظیم بھی شرک میں داخل ہے۔ جو بھی کفر واسلام دونوں پر ایمان لاتا ہے وہ مشرک ہے اور دونوں کے احکام کو ملا جلا کر ان کی پیروی کرتا ہے وہ بھی مشرک ہے۔ یاد رکھو! کفر ورسم کفر سے بریت وبیزاری شرط اسلام ہے۔ (مکتوبات امام ربانی۔ دفتر سوم مکتب 41)

اس لیے فکر واہل کفر سے اظہار بریت اور قلب وقالب سے شریعت اسلامیہ پر اظہار ایمان اسلام واہل اسلام کی سربلندی کے لیے شرط لازم ہے۔ اسے ثابت کرنے کے لیے مجدد اعظم علیہ الرحمۃ نے اسلامی شریعت کی نوعیت، اہمیت اور افادیت کے ہر پہلو پر اپنے مکتوبات میں روشنی ڈالی ہے۔ پھر نہ صرف اس کے احیاء تبلیغ، ترویج اور تنفیذ پر عوام وخواص، صوفیاء وعلماء، ارباب درباروافتدار کو مائل، راغب اور آمادہ کیا بلکہ ان ہی کے تعاون سے جنوبی ایشیاء کے طول وعرض میں ایک ہمہ گیر پرامن تحریک چلا کر اس گوہر مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوگئے۔ عالم اسلام نے ان تجدیدی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو موجودہ ہزار سالہ دور کے لیے "مجدد اعظیم" تسلیم کیا اور "امام ربانی مجدد الف ثانی" کے لقب سے سرفراز کرکے آپ کی بارگاہ عالیہ میں خزاج تحسین پیش کیا۔"(9)

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صدر شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔

"وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں

اللہ نے بروقت کیا جس کو خبر دار

"علامہ اقبال نے اس ایک شعر میں عہد اکبری اور عہد جہانگیری کی پوری تاریخ کو اجمالی طور پر سمو دیا ہے اور اس اضطراب وانتشار اور ان خطرات و حوادث کی طرف لطیف اشارہ کیا ہے جو اس وقت ویدک دھرم اور برہمن راج کا چراغ روشن کرنے کی ہنود کی سازش کی بناء پر ملت اسلامیہ کو درپیش تھے اور سرمایہ ملت غیر محفوظ ہو گیا تھا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے تجدید واحیاء اسلام کا علم بلند کر کے سرمایہ ملت کی نگہبانی کا واقعی حق ادا کیا۔

انہوں نے "ملت ما جدا گانہ است" کا نعرہ لگا کر ملی تشخص کو ابھارا جس سے دو قومی نظریے کو جلا ملی جو ظہور پاکستان پر منتج ہوا۔ آپؒ نے تصوف کو جس میں عجمی رنگ پیدا ہو چکا تھا اپنے اصل اسلامی روپ میں نکھار کر پیش کیا اور فرمایا "طریقت و حقیقت خادمان شریعت اند" آپؒ نے نبوت کے بارے میں پیدا کیے گئے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا اور شاہکار تصنیف "اثبات النبوۃ" کو تحریر فرمایا۔ آپؒ نے سلسلہ نقشبندیہ کو فروغ دیا۔ آپ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اسلامی نظام کو از سر نو منظم کرنے کے لیے امراء ورؤساء، حکام، سپہ سالار، مجاہدین، علماء و مشائخ کو تبلیغی خطوط لکھے۔ شہنشاہ وقت کو بیش قیمت مشورے دیئے۔ آپ نے تبلیغی وفود کو اندرون ملک اور بیرون ملک بھجوایا۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے شعائر اسلام کا شعور وادراک از سر نو ابھرا اور آپ کی تعلیمات کے دورس اثرات اطراف واکناف میں پھیلے اور آنے والے معاشروں پر گہرے اثرات مرتب کیے۔(10)

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحق ابڑو، چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ جامشورو مجدد الف ثانی کے مطابق اپنی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علوم عقلیہ اور علوم نقلیہ میں اپنے دور کی بین الاقوامی شخصیت کے حامل سمجھے جاتے تھے۔ عشق رسول ﷺ کو آپ نے اپنا معیار زندگی بنایا اور اپنی ساری زندگی اقامت دین، تزکیہ نفس علم و حکمت اور رضائے رسول ﷺ کے حصول میں گزار دی۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں "من خدارا ازاں پرستش می کنم کہ رب محمد ﷺ است" ایک اور جگہ فرماتے ہیں "جس نے حضور اکرم ﷺ کو بشریت کے حوالے سے مانا، اس نے مانتے ہوئے بھی نہ مانا اور جس نے آپ کو رسالت کے حوالے سے مانا بیشک اس نے آپ ﷺ کو مانا" ایک روز آپ نے میرے آقا و مولیٰ سرور دوعالم ﷺ کی زیارت فرمائی، اسی روز اہل خانہ کو جشن منانے اور ہر قسم کے کھانے پکانے کا امر کیا۔

برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگی کا سب سے اہم اور دلچسپ باب ان کی اصلاحی اور تجدیدی تحریک کے متعلق ہے جس کی وجہ سے برصغیر کی تاریخ کا رخ تبدیل ہو گیا۔ یہ آپ ہی کی تجدیدی تحریک کی برکات تھیں کہ ہندو راجپوتوں اور دشمنان اسلام کی سازشوں کو ختم کر کے اورنگ زیب جیسے متقی اور خدا ترس حکمران پیدا کیے۔(11)

ڈاکٹر آرتھر ایف بیولر سالم عبد اللہ، یونیورسٹی آف ساؤتھ کیرولینا، امریکہ لکھتے ہیں۔

"Shaykh Ahmad Sirhindi (971/1564-1034/1624)initiate the third stages of Naqshbandi history, when the Naqshbandiyya became an Indian lineage known as "the renewing of the second millennium" (Mujaddid-i-alf-i-thani), he was the most famous of Baqi billah's disciples and exhibited his extraordinary spiritual aptitude by becoming a successor to Baqibillah in less then three months. More than any other Indian Naqshbandi after Baha'uddin, both redefined the role of Sufi practice in society and elaborated Naqshbandi mystical exercises. The renaming of the path to Mujaddidiyya reflects the significance of Sirhindi's influence; he is regarded as a co-founder by the leter Naqshbandiyy. (12

ڈاکٹر فضل الرحمن، ڈائریکٹر ادارہ تحقیقات اسلامی کراچی، اسلام آباد کچھ اس انداز سے مجدد الف ثانیؒ کے لیے اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

He ranks among the class of reformers Ibn Tayimiya, his style is at times unusually telling and modern. In this sense, with all the richness of his thought, Iqbal has but simply rendered in magical poetry what Shaihk Ahmad the Mujaddid., had preached as his central theme three hundred years before."

مزید لکھتے ہیں کہ

"Shaikh Ahmad had re-discovered orthodoxy though spiritual experience. He now embarked on an intensive and feverish endeavour to bring back sufiism to orthodoxy. He wrote works like Risala A'lmabda' wa'a-ma-ad (showing that the end of Sufism is the beginning if Islam. Risala dar Radd-i-Rawafid (against the Shia) and a colossal number of letters propagating the true doctrine; he trained an

immense number of people and sent them out only into the major towns of India buut also to Afghanistan and Transoxiana. Among the Irage number of eminent contemporaries who became his disciples was Shaikh Mirak, prince Dara Shikoh's tutor."(13)

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م1012ھ) جو مجدد الف ثانی کے شیخ بھی ہیں، لکھتے ہیں۔

"میاں احمد شیخ ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کے اندر گم ہیں، اولیائے کاملین و متقدمین میں سے بہت کم بہت کم ان جیسے گذرے ہوں گے۔(14)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (م1225ھ/1810ء) مجددالف ثانیؒ کی مجددیت پر کچھ اس طرح کلام فرماتے ہیں۔

"جب پہلا ہزارہ گزر گیا اور ایک اولوالعزم مرد کامل کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عادت قدیمہ کے تحت دوسرے ہزارے کے لیے ایک مجدد پیدا فرمایا کہ تمام اولیاء میں ان جیسا اولوالعزم مجدد نہ ہو گا۔ اس کو نبیوں، رسولوں اور رسول کریم ﷺ کی طنیت سے پیدا فرمایا، وہ مقامات اور کمالات عطا فرمائے گئے جو کسی نے نہ دیکھے تھے اور آخر زمانے میں اس کے طفیل یہ کمالات عام اور ظاہر کیے گئے۔"(15)

حضرت شاہ غلام علیؒ (م1240ھ) تحریر کرتے ہیں۔

"چاروں عالی شان سلسلہائے طریقت سے اخذ و کسب فیوض کے علاوہ اللہ کی درگاہ سے مواہب جلیلہ اور عطایائے نبیلہ سے سرفراز ہوئے ہیں، ان کے کمالات اور حالات سمجھنے میں عقل متحیر و عاجز ہے۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ فرماتے تھے کہ "آسمان دنیا کے نیچے ان جیسا کوئی نہیں۔" امت مسلمہ میں ان جیسے چند ہی لوگ گزرے ہیں، آپ کی معلومات اور مکشوفات صحیح ہیں اور اس قابل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی نظر میں لائی جائیں، خواجہ قدس اللہ سرہ کے مکاتیب شریفہ سے آپ کے کمال کا علم ہوتا ہے۔"(16)

علامہ غلام علی آزاد بلگرامی تحریر کرتے ہیں۔

"برستا بادل جس کے چھینٹے عرب و عجم پر چھا گئے، چمکتا آفتاب جس کی روشنی مشرق و مغرب میں پھیل گئی، ظاہری اور باطنی علوم کا جامع، پوشیدہ اور چھپے ہوئے خزانوں کا خازن"(17)

نواب صدیق حسن خان حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ عالم وعارف اور کامل و مکمل تھے، طریقہ نقشبندیہ میں اپنے عہد کے امام اور خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے، آپ کا سلسلہ ہندوستان سے ماوراء النہر، شام، روم اور مغرب بعید تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے مکتوبات شریف جو تین جلدوں پر مشتمل ہیں، وہ اس حقیقت پر دلیل واضح ہیں کہ آپ علوم شریعت میں کمال تبحر کے مالک اور سلوک و معرفت کے انتہائی مقام پر فائز تھے۔ آپ کے حالات زندگی پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں، یہاں آپ کے تمام کمالات کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود میں فرق و امتیاز آپ ہی کی افادات عالیہ میں سے ہے۔ آپ کی قدر و منزلت معلوم کرنے کے لیے یہ جاننا کافی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور مرزا مظہر جان جاناںؒ جیسی بلند ہستیاں آپ ہی کے طریقے سے منسلک تھے۔ آپ کا طریقہ کتاب و سنت کے اتباع پر مبنی ہے، ظاہر و باطن ہر طرح سے، کتاب و سنت کے مخالف کسی چیز کو قبول نہیں کرتے، آپ کے مکتوبات منازل معرفت و قبول کو طے کرنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، طالب صادق اور سالک کسی بھی وقت ان کے مطالعے سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔(18)

جامعہ سلطانیہ جہلم سے تعلق رکھنے والے مفتی محمد علیم الدین نقشبندی صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت غوث صمدانی، قیوم زمانی، مجدد الف ثانیؒ علمائے ربانیین، اولیائے کاملین، عرفائے راسخین، زاہدین، عابدین، متقین، واصلین، مبلغین، مجتہدین، مجددین، مصلحین اور محسنین میں نہایت اعلیٰ وارفع شان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حساب ظاہری اور باطنی انعامات سے سرفراز فرمار کھا ہے۔ قیومیت کی خلعت زیبا آپ کے قد و قامت پر سجی اور دوسرے ہزار سال کی تجدید کا نورانی تاج آپ کے سر مبارک کی زینت بنا۔"

مخدوما! یہ حقیقت ہے کہ اہل اسلام کی اجتماعی اور انفرادی، دینی اور روحانی مشکلات کا حل حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات شریفہ اور دیگر تصانیف مبارکہ میں موجود ہے۔ یہ مشکلات دور حاضر کی ہوں یا مستقبل میں رونما ہونے والی ہوں۔ مکتوبات مبارکہ کے تین دفتر اور دیگر تصانیف آپ کے اصلاحی، تبلیغی اور تجدیدی جہاد کی ولولہ انگیز دستاویز ہیں۔ یہ ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہے۔(19)

فاضل جلیل علامہ محمد ہاشم خان مجددی سرہندی لکھتے ہیں۔

"قرب الٰہی وولایت، علم و عرفان، زہد و تقویٰ، جہاد و مجاہدات، تبلیغ دین واصلاح مسلمین ان سارے فضائل و کمالات میں اگر اولیاء اللہ مقربین وواصلین، علماء و عرفاء، زہاد و متقین، مجاہدین و مبلغین و مصلحین کو بنظر تحقیق دیکھیں گے تو حضرت مجدد قدس سرہ العزیز ہر طبقے میں افضل و اعلیٰ وارفع نظر آئیں گے اور نہ صرف یہ بلکہ ہر صنف کمال میں اکمل ہونے کے ساتھ آپ بیک وقت

ساری خوبیوں کے جامع بھی ہیں اسی بناء پر آپ کے سر اقدس پر تجدید الف ثانی کا تاج رکھا گیا اور اسی وجہ سے آپ خلعت قیومیت سے نوازے گئے جو کہ ولایت میں سب سے اونچا مقام ہے۔ انہیں صفات و کمالات مافوق العادۃ کو دیکھ کر حضرت خواجہ وحدت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

نگیں گشت در حلقہ اولیاء

چوں درانبیاء خاتم الانبیاء"(20)

مولانا عبد الشکور فاروقیؒ نے تذکرہ امام ربانیؒ میں لکھا ہے۔

"حضرت (شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ) کا مجدد الف ہونا بھی ایک بڑی چیز ہے۔ آپ سے پہلے صدی کے مجدد ہوا کرتے تھے۔ الف (یعنی ہزار سال) کا مجدد کوئی نہیں ہوا (کیونکہ) الف ثانی کا آغاز ہی نہ ہوا تھا۔ الف اول میں خود ذات اقدس واطہر سید البشر ﷺ کی موجود تھی۔ آپ سے پہلے جس قدر صدیوں والے مجدد گزرے ہیں ان میں سے کوئی مجدد دین کے تمام شعبوں کا مجدد نہیں ہوا بلکہ خاص خاص شعبوں کے مجدد ہوتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ایک وقت میں کئی کئی مجدد نظر آتے ہیں۔ کوئی علم حدیث کا، کوئی فقہ کا، پھر اس میں بھی کوئی فقہ حنفی کا مجدد ہے، کوئی فقہ شافعی کا، کوئی علم کلام کا مجدد ہے اور کوئی سلوک واحسان کا۔ لیکن یہ چیز اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے لیے مخصوص رکھی کہ آپ دین کے تمام شعبوں کے مجدد ہیں۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ آپ سے پہلے کے مجددین کو سید الانبیاء کی نیابت خاص خاص چیزوں میں حاصل تھی اور آپ کو تمام چیزوں میں نیابت حاصل ہے۔"(21)

تجزیہ

اسلامی تاریخ کے اوراق میں مجدد الف ثانیؒ ایک ہزار برس کے لیے مجدد کی حیثیت کے حامل ہیں۔ مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات سے یہ اصول واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب ریاست کی تمام قوتیں اسلامی شریعت کی بیخ کنی میں مصروف ہوں، ایسے وقت میں اسلامی شریعت کی ترویج کے کام کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا۔ مجدد الف ثانیؒ نے اپنے معتقدین پر یہ بات واضح کر دی کہ مظلومیت کے دور میں اسلام کی نصرت عام حالات میں خیر کے کثیر کاموں سے بھی افضل ہے۔ نیز مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں اسلام کے تحفظ، فروغ اسلام، قوانین، اسلام کے اجراء اور حکومت کی اسلامی بنیادوں پر تشکیل کے لیے عبدیت کی تعلیم دینا اور اس سلسلہ میں بندوں کی تربیت کرنا اشد ضروری ہے۔

مجدد الف ثانیؒ کے نظریہ کے مطابق امت میں پیدا شدہ تفریق کثیر کا بنیادی سبب، جمہور علمائے حق سے جداگانہ فکر اختیار کرنا ہے، چونکہ علمی زعم، تزکیہ نفس کا فقدان، حب جاہ وحب مال یا وقت کے حالات وافکار اور ماحول سے اثر پذیری، علماء اور دانشوروں کو جمہور علماء کے فکر اسلامی سے دور کر دیتی ہے اور موجودہ درپیش حالات میں نئے فکر اسلامی کی پیش کش پر اکساتی ہے چنانچہ امت میں گروہ بندیاں جنم لینے لگتی ہیں جیسا کہ موجودہ صورتحال بھی اس بات کی عکاسی کرتی ہے۔ لہٰذا آج بھی امت کو اختلاف سے بچانے کے لیے جمہور علمائے حق کے فہم قرآن وسنت پر اعتماد اور ان کی ترویج کرنا ضروری ہے۔

مجدد الف ثانیؒ کے کام کے تجزیے اور ان کے مکتوبات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فکر وفلسفہ کی دنیا سے نہ صرف آشنا تھے، بلکہ ان علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے دور کے سیاسی حالات اور حکومت وریاست کے معاملات میں بنیادی کردار ادا کرنے والے افراد اور ان کے طریق کار (دوسرے لفظوں میں سیاسی سرگرمیوں اور اندازِ سیاست) سے بھی پوری طرح واقف تھے، لیکن حالات کو تبدیل کرنے کے لیے انہوں نے جو طریق کار اور حکمت عملی اختیار کی، اس میں انہوں نے اپنی روحانیت اور یقین کامل کی قوت کو استعمال کیا۔ روحانیت، تصوف اور یقین کی قوت کی بدولت ان کے تربیت یافتہ افراد جو حکومتِ وقت کے لیے ستون کی حیثیت رکھتے تھے، انہوں نے اس مسئلہ کو اپنے دین وایمان کا حصہ سمجھ لیا تھا اور اس کے لیے انہوں نے پوری لگن اور جذبہ سے کام کیا اور حکومت کے رخ کو تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کرلی، جیسا کہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنی تحریر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

مکتوبات مجددی میں سب سے مؤثر خطوط شیخ فرید بخاری، خانِ خاناں، خان اعظم وغیرہ کے نام ہیں۔ یہ وہ افراد ہیں جو حکومت وقت میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے اور یہ مجدد الف ثانیؒ کے خاص مریدوں میں بھی شامل تھے۔ ان کی یقینی کیفیت کو مستحکم کرنے اور انہیں نفس امارہ سے نفس مطمئنہ کے تدریجی مراحل طے کرانے میں مجدد الف ثانیؒ نے اپنی غیر معمولی روحانی قوت سے کام لیا تھا، ان شخصیتوں کے زندگی کے حالات مطالعہ کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ اور سیرت وکردار کی بلندی کے اعتبار سے بھی یہ اس مقام پر فائز تھے، جہاں نفس مطمئنہ کے حامل افراد فائز ہوتے ہیں۔ آج بھی اسی نہج کے کام کی ضرورت ہے۔ اسی کی طرف مولانا ابوالکلام آزاد نے تحریر فرمایا کہ اللہ اس راہ میں ثبات واستقامت عطا فرمائے اور اس کے دوستوں کی محبت وارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور اور آباد رہیں۔

مجدد الف ثانیؒ نے ریاستی نظم کو تبدیلی کے لیے سیاسی، انقلابی یا فوجی تبدیلی کے بجائے دعوتی، روحانی اور فکری انقلاب کا جو طریق کار اختیار کیا۔ اس وجہ سے کہ مجدد معاشرے میں جو تبدیلی لاتا ہے وہ جہاں فکری، شعوری اور نظریاتی ہوتی ہے، وہاں اس سے بھی زیادہ اس تبدیلی کا ہدف وجدان اور نفس کی اندرونی دنیا ہوتی ہے۔ جب شعور کے ساتھ اندر کی دنیا بدل جاتی ہے اور اپنے نفسی اغراض و مقاصد فنا ہو جاتے ہیں اور اللہ کی رضا مقصود ہو جاتی ہے تو پھر معاشرے اور ریاست کی زیریں سطح اور بالائی گہری سطح پر اس طرح کی تبدیلی آنے لگتی ہے کہ بظاہر عام افراد کے لیے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔ مجدد الف ثانیؒ نے دراصل اپنی غیر معمولی یقین کی قوت کی بدولت دلوں میں یقین کی شمع جلائی، اپنی غیر معمولی روحانی قوت سے کام لے کر معاشرے کے مؤثر افراد کے قلوب و انفاس کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا اور بندوں کا اللہ سے اخلاص اور نسبت مع اللہ کا ایسا تعلق پیدا کیا کہ اللہ کی رضامندی اور اس کے احکام و قوانین کے اجراء و نفاذ کے لیے کام کرنا نیکی کا عظیم ترین کام تصور کیا گیا۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مجدد الف ثانی کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ موجودہ حالات میں بھی مجدد الف ثانیؒ کا یہی طریق ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیاسی جدوجہد یا اقتدار کی تبدیلی جیسی کاوشوں سے اسلام کی سربلندی کی امید رکھنا صحیح نہیں۔ ضرورت ہے کہ ایسے مخلص داعیوں اور اسلامی رضاکاروں کی تربیت یافتہ جماعتیں پیدا ہوں، جو جدید دور کے حالات و مسائل، چیلنج کے شعور کے ساتھ یقین کی قوت، اخلاص کی دولت اور نسبت مع اللہ کے گوہر سے بہرہ ور ہوں۔ اس طرح کے افراد کی جدوجہد اور ان کا خون جگر اور ان کی آہنگ، ایوانِ اقتدار، فوجی صفوں اور انتظامیہ کے شعبوں میں اس طرح محسوس کی جائے گی کہ مؤثر افراد از خود تبدیلی کے لیے فضا ہموار کرنا شروع کر دیں گے اور سیاسی جدوجہد میں کلی توانائیاں صرف کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوگی۔ تعلیم و تربیت کے اسلامی اداروں کے ذریعہ سیاست، فوج اور انتظامیہ میں شامل دردمند افراد جو کام باحسن طریق سرانجام دے سکتے ہیں۔ وسائل، طاقت اور عوام کی حمایت سے محروم دینی جماعتوں کے لیے بہتر لائحہ عمل یہی ہے کہ وہ معاشرے میں بنیادی تبدیلی کے لیے اپنی جملہ توانائیاں صرف کر دیں کیونکہ مجدد الف ثانیؒ اور بزرگان دین کی دعوت حکمت عملی یہی رہی ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر فی لینڈ ایبٹ۔ ٹفس یونیورسٹی، امریکہ اپنی رائے کا اظہار مجدد الف ثانی کے بارے میں اسی طرح سے کیا ہے۔

تاریخی ماخذات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ مجدد الف ثانیؒ نے برصغیر کے معاشرے میں تیزی سے سرایت کرتی ضعیف الاعتقادی کے سدباب اور راسخ الاعتقادی کو فروغ دینے کے لیے اپنی مجددانہ عزیمت اور مجاہدانہ اوصاف کے ساتھ اپنی تمام زندگی اسی مقصد کے حصول کے لیے صرف کر دی۔ مجدد الف ثانیؒ نے برصغیر کے تمام حالات کا بغور جائزہ لیا اور حد سے پھیلتی ہوئی

بداعتقادی کو دور کرنے کے لیے کسی مادی طاقت کا سہارا نہیں لیا بلکہ ظاہری و باطنی اصلاح کا بیڑہ تن تنہا تیار کیا۔ آپؒ نہ ہی سلطنت کے طلبگار تھے اور نہ ہی اراکین و دربار شاہی کے امراء کی تبدیلی چاہتے تھے اس لیے آپ نے انقلاب سلطنت کے بجائے نظریات سلطنت کو ہی مفید جانا۔ جیسا کہ ڈاکٹر ایف بیولر سالم عبد اللہ، یونیورسٹی آف ساؤتھ کیرولینا نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

زیر نظر علمی مفکرین کی آرا اس بات پر دال ہیں کہ ابتداءً مجددؒ نے اپنی تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ ہر خاص و عام کی انفرادی اصلاح نفس اور تصفیہ باطن پر خصوصی توجہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نظر کیمیاء اور صحت بابرکت میں وہ تاثیر رکھی تھی جو شخص بھی آپ سے تعلق قائم کرلیتا آپ توجہات باطنی سے اس کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب فرمادیتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام خواص اور امراء تک پہنچانا چاہتے تھے تاکہ ان کی اثر و رسوخ سے بادشاہ وقت کو دین اسلام کی حقیقت واہمیت کی طرف رجوع کیا جاسکے اس مقصد کے حصول کے لیے آپؒ نے اس وقت کے روسا اور غیر سرکاری سنجیدہ طبقے کو احساس ذمہ داری اور معاشرے سے ضعیف الاعتقادی کے سدباب کی طرف توجہ دلائی۔ ان سے بالواسطہ یا بلاواسطہ رابطہ قائم کیا تاکہ ان کے ذریعے دیگر اراکین سلطنت و بادشاہ وقت پر اثرات مرتب ہوں۔ شہنشاہ جہانگیر کی سلطنت کے جتنے امراء سنی المذہب تھے، مجدد الف ثانیؒ نے اپنے اثر و رسوخ استعمال کر کے ان کے عقائد کی اصلاح کی اور بادشاہی کے دیگر لوگوں کی اصلاح و تبلیغ کے لیے آپ نے مکتوبات کا راستہ اپنایا۔ آپؒ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے علماء و فضلاء کو ان جاہل صوفیوں کی وجہ سے معاشرے میں پھیلنے والی بداعتقادی سے باخبر کیا اور ان کو علمی و عملی جہاد کے لیے آمادہ کیا۔ اسی طرح جاہل صوفیوں میں بعض کا عقیدہ تھا کہ خدا کی عبادت اس وقت تک ضروری ہے جب تک معرفت الٰہی حاصل نہ ہو جبکہ بعض صوفیوں کا خیال یہ بھی تھا کہ صرف باطن درست ہونا چاہیے اعمال ظاہر یعنی نماز روزہ وغیرہ کی اللہ والوں کو ضرورت نہیں۔ مجدد الف ثانیؒ نے ان تمام جاہل صوفیوں کے گمراہ کن عقائد کا دفاع کیا اور اپنے رسائل و مکتوبات کے ذریعے عقائد اسلام کو واضح کیا جس نے ہندوستان میں گمراہ کن عقیدوں کے راستے بند کردیے۔

علمائے سوء کی طرف سے جو بداعتقادی دین پر آئی تھی اکثر ان ہی دو طریقوں (کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ میں معنوی تحریف کر کے ان کی اشاعت کرنا، بدعت حسنہ کے نام سے دین میں نئی بدعات کو داخل کرنا) سے معاشرے میں ضعیف الاعتقادی پھیلنے کا سبب بنی تھیں۔ حضرت مجددؒ نے ان دو خطرناک اصولوں کے خلاف علمی و عملی جہاد کیا۔ آپ نے اپنے رسائل و مکتوبات شریف میں ان علمائے سوء اور ان کے لادینی خیالات کی نشاندہی کی۔ ان کے عقائد باطلہ کے رد میں "رسالہ اثبات النبوۃ" اور "رسالہ تہلیلیہ" تحریر فرمایا اور ان رسالوں کے ذریعے عقائد اسلام کا دفاع کیا۔

تاریخی دستاویزات اس امر کی طرف مشیر ہیں کہ ہندوستان میں دو قومی نظریہ کی بنیاد بھی مجددؒ کے نظریات کا عکس معلوم ہوتا ہے۔ مجددؒ نے ہندوؤں کی تہذیب ورسوم ورواج کو مسلمانوں کے لیے زہر قاتل قرار دیا۔ ان کی تہذیب و نظریات کے خلاف برملا نفرت اور بے زاری کا اظہار فرمایا۔ آپ نے اسلامی تشخص اور شعائر اسلام کی ترویج واشاعت اور بقاء کی خاطر ہندوؤں کی تہذیب اور کفار کی رسم ورواج سے مکمل طور پر بے زاری اور علیحدگی کا برملا اعلان فرمایا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام آپ ہی کے نظریے کا مرہون منت ہیں۔

مجدد الف ثانیؒ کی راسخ الاعتقادی کے فروغ کے لیے کی گئی خدمات کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ پاک نے مجددؒ کی کاوشوں کی بدولت برصغیر میں بادشاہ جہانگیر کے ذریعے عملی طور سے دین اسلام کو نافذ کرایا۔ چنانچہ جہانگیر اور اکبر نے جن مساجد کو مسمار کرایا تھا ان تمام مساجد کی از سر نو تعمیر کے لیے قصر شاہی سے حکم جاری کیا اور شعائر اسلام کے وہ آثار جو انہوں نے مٹائے تھے از سر نو جاری کروائے۔ بادشاہ کے محل کے پاس مسجد تعمیر کروائی، سجدہ تعظیمی ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا، گائے کا ذبیحہ حلال قرار دے دیا گیا، کفار پر جزیہ مقرر ہوا تمام خلاف شرع قوانین منسوخ کر دیے گئے، تمام بدعات اور جاہلانہ رسومات بالکل مٹادی گئیں۔ مجددؒ کی کاوشوں سے برصغیر معاشرے پر اتنا اثر ہوا کہ دربار شاہی کے دیگر امراء بھی آپ کے معتقد ہوگئے اور معاشرے میں پھیلی بداعتقادی کے خاتمہ کے لیے آپ کا ساتھ دیا۔ چنانچہ شہنشاہ جہانگیر کے بعد شاہجہاں بادشاہ نے سکے پر کلمہ طیبہ کی مہر جاری کی، برصغیر میں تین لاکھ مساجد اور ایک لاکھ مدارس تعمیر کرائے تاکہ برصغیر معاشرے میں پھیلی ہوئی بداعتقادی کو مکمل طور پر ختم کیا جاسکے۔ یہ مجددؒ کی کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا کہ بادشاہ اورنگزیب عالمگیر حافظ قرآن بنا اور اس نے فقہ حنفی کی عظیم کتاب "فتاویٰ عالمگیر" لکھوائی، دینی مدارس قائم کیے، شعائر اسلام کو بہت زیادہ فروغ دیا تاکہ معاشرے میں پھیلی ہوئی ضعیف الاعتقادی کا خاتمہ ہو۔ * مجددؒ کا چشمہ فیض پوری دنیا میں جاری ہوگیا۔ آپ کی معنوی وصلبی اولاد نے دین اسلام کی سب سے زیادہ خدمات سرانجام دیں۔ خواجہ محمد معصوم، خواجہ سیف الدین، حضرت شاہ ولی اللہ، مرزا جان جاناں اور برصغیر کے دیگر اولیائے کرام اور علمائے کرام نے آپ ہی سے روحانی فیض حاصل کیا اور دین اسلام کی عظیم القدر خدمات انجام دی ہیں۔

خلاصہ

ہندوستان کی تاریخ میں مجدد الف ثانیؒ ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے تجدیدی کارناموں اور اصلاحی تحریک کے باعث برصغیر پاک وہند کے معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیے اور اخلاقی، روحانی وعلمی اعتبار سے زوال پذیر ہندوستانی معاشرے میں واضح

انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں۔ مجدد الف ثانیؒ کی جہد مسلسل کے سبب سے ہی حکومتی سطح سے باقاعدہ طور پر شرعی احکامات کی تنفیذ کی گئی اور ضعیف الاعتقادی کو ختم کیا گیا۔ مجدد الف ثانیؒ کی ان عظیم کاوشوں کے نقوش تاریخی اوراق میں جابجا پائے جاتے ہیں۔ صرف عوام لناس نے ہی نہیں بلکہ جدید وقدیم اسکالرز نے بھی ان کی اصلاحی مساعی اور کوششوں کو سراہا اور مختلف انداز سے خزاج تحسین پیش کیا ہے۔ مختلف اسکالرز نے مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت اور ان کے کارناموں پر قلم اٹھایا اور ان کی لاثانی خدمات کے معترف ہوئے ہیں۔ اہل فکر ودانش کی آراء کو دیکھتے ہوئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت، تجدیدی خدمات اور تعلیمات کو اپنا کر آج بھی معاشرے میں ایسے باصلاحیت رجال کار تیار کیے جاسکتے ہیں جو موجود دور کے تقاضوں کے مطابق ہر طرح کے چیلنجز سے نمٹنے کی صلاحیت رکھ سکتے ہوں۔

حواشی وحوالہ جات

(1) انوار اقبال، مطبوعہ کراچی 1967ء، ص 268، مضمون علم ظاہر وباطن، مطبوعہ اخبار وکیل وامرتسر، 28جون1916ء

(2) مکتوب محرر، 30دسمبر 1910ع (علامہ اقبال اور تصوف، کراچی 1967ء، ص30)

(3) ابوالکلام آزاد "تذکرہ" مطبوعہ لاہور، ص، 255,256

(4) محمد منظور نعمانی "تذکرہ مجدد الف ثانیؒ" مطبوعہ لکھنؤ، 1379ھ / 1959ء، ص304

(5) اشتیاق حسین قریشی "دی مسلم کمیونٹی آف دی انڈو پاکستان سب کانٹی نینٹس، ہیگ 1962ء، ص205

(6) Wm Theodre de Bary: Sources of Indian Traditions, New York 1959. Pp.44

(7) Hafeez Malik: Muslim Nationalism in India and Pakistan, Washington, 1963.

(8) محمد مسعود احمد "سیرت مجدد الف ثانیؒ" مطبوعہ کراچی 1974ء، ص8

(9) پروفیسر عبد الباری صدیقی، مکتوبات امام ربانی بحیثیت ماخذ ایمانیات، مطبوعہ کراچی، 1957ئ، ص14-15

(10) یادگار، مجدد الف ثانیؒ، مطبوعہ کراچی، 2002ء، ص12-22

(11) یادگار، مجدد الف ثانیؒ، مطبوعہ کراچی، 2002ء، ص28-29

(12) Arthur F. Buehler: Sufi Heirs of the Prophet, Carolina, 1998, pp.66-68

(13) Selected letters of Shaykh Ahmad Sirhindi, Karachi, 1968, pp. v,23

(14) محمد وکیل احمد "مجدد اسلام "المصطفیٰ ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی، 1997ء، ص17

(15) اضی محمد ثناء اللہ پانی پتی "ارشاد الطالبین" لاہور، 1371ھ، ص63

(16) شاہ غلام علی دہلوی "ایضاح الطریقہ "مطبوعہ لاہور، 1313ھ، ص47

(17) غلام علی آزاد بلگرامی "سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان" مطبوعہ 1313ھ، ص47

(18) نواب صدیق حسن خان "تقصار اجیود الاحرار من تذکار جنود الابرار" مطبوعہ بھوپال،، 1298، ص110-111

(19) یادگار، مجدد الف ثانیؒ، مطبوعہ کراچی، 2002ء، ص12-22

(20) محمد مسعود احمد "سیرت مجدد الف ثانیؒ" مطبوعہ کراچی، 1974ء، ص10

(21) مولانا عبد الشکور فاروقی "تذکرہ امام ربانی" 281